اداریہ

مدارس کا مستقبل
بدخواہوں کی مایوسی اور ہزیمت

رئیس التحریر کے قلم سے

گذشتہ دوعشروں سے دینی مدارس کا معاملہ نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں توجہ کا مرکز ہے۔ مدارس کے بارے میں معمولی بات کو بڑا اور نمایاں کر کے پیش کیا جارہا ہے۔ پوری دنیا کا میڈیا اور مختلف ایجنسیاں مسلسل نظر رکھے ہوئے ہیں۔ معمولی جنبش سے تمام ادارے فوراً حرکت میں آجاتے ہیں۔ تمام خرابیوں کی ذمہ داری ان پر ڈال دی جاتی ہے۔ اور تفتیش کا نیا دور شروع ہو جاتا ہے۔

قارئین کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ دنیا بھر کی معروف جامعات میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کرنے والے طلبہ اپنے مقالے کے لیے پاکستان کے دینی مدارس کو بطور عنوان اختیار کرتے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ان کی فوری منظوری بھی ہو جاتی ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں بہت سے ایسے ریسرچ سکالرز نے رابطہ کیا یا خود چل کر جامعہ سلفیہ میں آئے۔ ان کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ موضوع اس قدر پسندیدہ ہے کہ بڑی یونیورسٹیاں ان میں نہ صرف بڑی دلچسپی لیتی ہیں بلکہ اس کام کے لیے فنڈ بھی مہیا کرتی ہیں۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان کے دینی مدارس کیا اہمیت رکھتے ہیں۔ اس میں ایک دلچسپ پہلو اور بھی ہے کہ جو حضرات صحیح حقائق اور مدارس کے بارے میں مثبت رپورٹ مرتب کرتے ہیں۔ ان کی تحقیقات کو کمزور اور ناقص قرار دیا جاتا ہے۔ اور جو منفی رپورٹ مرتب کریں۔ انہیں بڑی اہمیت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کا ایک ثبوت وہ رپورٹ ہے جو گذشتہ دنوں امریکہ میں منعقد ہونے والی تقریباً 60 ممالک کے وزراء داخلہ کی کانفرنس میں پاکستان کی ایک این جی اوز کی ہے۔ جس میں انہوں نے مدارس کو خرابیوں کا ذمہ دار قرار دیا۔ اور اپنے نام نہاد سروے اور بعض گم نام لوگوں کے تاثرات پیش کیے۔ مدارس پر الزام تراشی کی اور دہشت گردی اور انتہا پسندی کا ذمہ دار قرار دیا

۔جبکہ اس سے قبل پاکستان کے وزیر داخلہ اپنی گفتگو میں مدارس کے بارے میں نہایت مثبت رپورٹ پیش کر چکے تھے۔اور برملا اظہار کیا۔ کہ دینی مدارس پاکستان میں دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے بھرپور تعاون کرر ہے ہیں۔

پاکستانیوں کی اکثریت مدارس کے بارے میں مثبت سوچ رکھتی ہے۔ان کے نزدیک یہ محب وطن لوگ دینی تعلیمی اور اصلاحی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔اس لیے وہ نہ صرف مدارس کی کارکردگی سے مطمئن ہیں۔ بلکہ بھرپور تعاون بھی کرتے ہیں۔جس سے مدارس کا نظام چل رہاہے۔یہ خاموش اکثریت اپنی پسند کا اظہار بھی کسی فورم پرنہیں کرتے۔لیکن بدقسمتی سے وہ طبقہ جو دینی مدارس سے بغض اور عناد رکھتا ہے۔اور جنہوں نے اپنی زندگی میں کبھی بھی کسی دینی مدرسے کوقریب سے نہیں دیکھا۔وہ میڈیا پر آ کر بے تکان بولتے چلے جاتے ہیں۔اور ایسی باتیں مدارس کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔جس کا مدارس کی تاریخ سے ہی کوئی تعلق نہیں۔ جہالت اور لاعلمی کا یہ عالم ہے کہ انہیں یہ تک معلوم نہیں کہ مدارس کا نصاب کیا ہے۔اور طریقہ تدریس کیا؟ چونکہ ذہن میں مدارس کے خلاف خناس ہے۔لہذا ان کے خلاف زہر اگلتے ہیں۔اور مطالبہ ہوتا ہے کہ ان کو بند کرنا ہی مناسب ہے۔مدارس کے خلاف کوئی خبر اخبارات کی زینت بنے تو ان کی خوشی دیدنی ہوتی ہے۔اور ہر وقت اس بات کے منتظر ہوتے ہیں کہ کب حکومت کا یہ بیان آئے کہ ہم پاکستان کے دینی مدارس کو بند کرنے کا اعلان کرتے ہے۔

خاص طور پر قومی ایکشن پلان میں صرف مذہبی دہشت گردی کو ہی نشانہ بنانے کا فیصلہ ہوا تب بھی یہی طبقہ بہت خوشی منا رہا تھا۔کہ اب کی بار مدارس کو تالے لگ جائیں گے۔ اوران کی دیرینہ خواہش پوری ہوکر رہے گی۔ ہر وقت ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر انتظار کرتے۔ کہ ابھی بریکنگ نیوز آئے گی۔لیکن ''بسا آرزو کہ خاک شد'' کے مصداق ان کے سر ڈھول پڑھ گئی۔اور مایوسی آخری حدوں کو چھونے لگی۔عید الفطر کے بعد اچانک صوبائی حکومتوں نے بعض مدارس پر چھاپے مارے۔اور سینکڑوں پولیس اہلکاروں کے ساتھ مدارس میں داخل ہو کر اساتذہ اور طلبہ کو خوف زدہ کیا۔اور اس کی نمایاں خبریں شائع ہوئیں۔تو پھر ایک مرتبہ ان کے

ارمانوں میں جان آئی۔ اور منتظر رہے کہ ان مدارس میں سے کسی ایک سے ملا عمر کی باقیات یا اسامہ بن لادن کے ورثا یا ایمن الظواہری برآمد ہوگا۔ مگر تمام ایجنسیاں بھی ان کی یہ آخری خواہش پوری نہ کرسکیں۔ پنجاب حکومت کے ایک اہم وزیر رانا ثناء اللہ نے یہ کہہ کر 70% مدارس پر چھاپے مارے گئے۔ لیکن کہیں سے کچھ برآمد نہ ہوا۔ آخری کیل ٹھونک دی۔

موجودہ حکومت میں کچھ رجل رشید ہیں۔ جن میں وفاقی وزیر داخلہ چودھری نثار کا شمار ہوتا ہے۔ انہوں نے مدارس کے خلاف چلائی جانے والی مہم کا ازخود نوٹس لیا۔ اور فرمایا کہ 90% مدارس بالکل صحیح اور محب وطن ہیں۔ اس پر اہل مدارس نے اپنے ردعمل کا اظہار کیا۔ کہ باقی 10% مدارس کی نشاندہی ہونی چاہیے۔ اس پر فروری 2015 کو وزیر اعظم سیکرٹریٹ میں ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں اتحاد تنظیمات کے قائدین اور قومی ایکشن پلان کمیٹی کے ممبران نے شرکت کی۔ جس میں سرکاری ممبران کی گفتگو کے بعد اتحاد تنظیمات مدارس کا موقف پیش کیا گیا۔ جس سے ساری فضا یکسر بدل گئی۔ اور شرکاء یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ اگر مدارس ایسا کردار ادا کر رہے ہیں۔ تو ان کی تحسین ہونی چاہیے۔ اور چند اہم امور طے پائے۔ کہ مدارس کی باقاعدہ رجسٹریشن ہونی چاہیے۔ اور ان کے کوائف حکومت کے علم میں لائے جائیں۔ اس کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس میں سیکرٹری سطح کے لوگ شامل ہونگے۔ جس کا پہلا اجلاس وزارت مذہبی امور میں منعقد ہوا۔ اگرچہ حکومت کے نمائندہ نچلی سطح سے آئے۔ لیکن مدارس کے نمائندوں نے مکمل تعاون کیا۔

وزارت مذہبی امور نے جو فارم تشکیل دیا۔ وہ کافی طویل اور غیر ضروری سوالات پر مشتمل تھا۔ رجسٹریشن اور ڈیٹا فارم کو یکجا کیا گیا تھا۔ لہذا تمام وفاقوں نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا۔ اور مطالبہ کیا کہ اجلاس بلا کر اس پر مزید غور وخوض کیا جائے۔ لیکن اسی دوران حکومت کے ایک نالائق اور دین بیزار وزیر نے مدارس کے خلاف ہرزہ سرائی کی۔ اور توہین آمیز رویہ اختیار کیا۔ جو بولتے پہلے ہیں۔ اور غور بعد میں کرتے ہیں۔ ان کے طرز عمل نے اتحاد تنظیمات کو حکومت کے غیر سنجیدہ رویے پر احتجاج پر اکسایا اور اجلاس کا بائیکاٹ کیا گیا۔

جس پر ایک عرصہ تک خاموشی اختیار کی گئی۔ اگرچہ وزیر بے تدبیر نے معذرت کی جو مسترد کردی گئی۔ آخر کار اس خاموشی کو دوبارہ چودھری نثار نے توڑا۔ اور دوبارہ اتحاد تنظیمات کو مذاکرات کی پیش کش کی۔ جسے قبول کرلیا گیا۔ اور اس کے لیے 7 ستمبر 2015 کا دن مقرر ہوا۔ اسی دوران وزارت مذہبی امور نے بھی 3 ستمبر کو دوبارہ رجسٹریشن فارم پر غور کے لیے اجلاس بلا لیا۔ جس میں اتحاد تنظیمات نے بالاتفاق اپنے موقف کا اعادہ کیا۔ اور کہا کہ یہ فارم غیر مناسب اور غیر ضروری سوالات پر مشتمل ہے۔ لہذا فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ اجلاس میں مل جل کر مناسب فارم تیار کرلیا جائے گا۔

دینی مدارس اور حکومت کے درمیان مذاکرات 7 ستمبر کو نقطہ عروج کو پہنچ گئے۔ جب بارہ بجے شروع ہونے والا اجلاس چار بجے شام تک جاری رہا۔ جس کے پہلے سیشن میں وزیر داخلہ، وزیر مذہبی امور، وزیر مملکت برائے تعلیم کے علاوہ مختلف محکموں کے سیکرٹری صاحبان شریک ہوئے۔ جس میں کھل کر مدارس کے مسائل پر گفتگو ہوئی۔ تفصیل سے مسائل بیان ہوئے۔ اور ان کا حل بھی پیش کیا گیا۔ جس میں بنیادی طور پر مدارس کی رجسٹریشن، اسناد کا معادلہ، ڈیٹا فارم اور مدارس پر غیر ضروری چھاپے شامل تھے۔ دوسرا سیشن جو دو بجے شروع ہوا۔ جس کی صدارت وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف نے کی۔ جبکہ آرمی چیف جنرل راحیل شریف، ڈی جی آئی ایس آئی نے بطور خاص شرکت کی۔ مدارس کے مسائل کو بغور اور ہمدردی سے سنا گیا۔ نہایت خوشگوار ماحول میں ان کے حل کے لیے دی گئی تجاویز پر غور ہوا۔ جن کو حل کرنے کے لیے حکومت بہت سنجیدہ نظر آئی۔ اور وزیر داخلہ کی سربراہی میں کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جبکہ تمام وفاق کا ایک ایک نمائندہ کمیٹی کا ممبر ہوگا۔ جس کا اجلاس بہت جلد منعقد ہوگا۔ اور جلد از جلد مسائل کا حل تلاش کرلیا جائے گا۔ اس ملاقات کی تفصیلات اخبارات میں آچکی ہیں۔

پاکستان کی تاریخ میں یہ نہایت منفرد واقعہ ہے کہ دینی مدارس کے مسائل کو حل کرنے کے لیے اس قدر اعلیٰ سطحی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں آرمی چیف نے شرکت کی ہو۔ اس سے مدارس کی اہمیت دو چند ہوئی۔ تمام حلقے حیران ہوئے۔ اہل مدارس کے اس اعزاز کو وہ ہضم نہ کرسکے۔ اور من

پسند تاویلات اور من گھڑت خبریں تراشنے لگے۔ لیکن وزیر داخلہ کی پریس کانفرنس سے انکی نیندیں اڑ گئی۔ جب انہوں نے مدارس کے بارے میں تحسین آمیز جذبات کا اظہار کیا۔ اور سول اور عسکری قیادت نے دینی مدارس کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کا فیصلہ کیا۔ تو یہ قسمت کے مارے اور بھی شرمندہ ہوئے۔

کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق اپنا منہ ہی پیٹنے لگے۔ ان کے بس میں نہیں وہ جنرل راحیل کو برا کہیں۔ یا وزیر اعظم کو جنہوں نے اہل مدارس کو وزیر اعظم ہاؤس بلا کر عزت سے نوازا۔ اور ان کے ہمدردی سے مسائل سنے۔ اور ان کے حل کی یقین دہانی کرائی۔

سچی بات تو یہ ہے۔ کہ یہ اجلاس مدارس کی تاریخ میں بھی سنگ میل ثابت ہوگا۔ کہ وہ وطن کی تعمیر اور پر امن بقائے باہمی کے تحت اپنا مثالی کردار ادا کریں گے۔ اور موجودہ سول اور عسکری قیادت نے ان پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ یہ دراصل ان تمام طبقات کے لیے ہزیمت کا دن ہے جو مدارس کے خلاف اپنی قلم اور زبان استعمال کرتے رہے۔ اور یہ مطالبہ کرتے رہے کہ ان مدارس کو بلڈوز کیا جائے۔ بلاشبہ یہ ان کی مایوسی کا دن ہے۔ اور مدارس کے لیے خوشی اور مسرت کا۔

ہم مدارس کے مستقبل کو بہت تابناک دیکھتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ یہ مدارس پاکستان میں تعلیمی انقلاب برپا کریں گے۔ اور دیگر اداروں کے لیے بھی رول ماڈل ہونگے۔ اس اعتبار سے کہ لاکھوں طلبہ اور طالبات کی تعلیم وتربیت کا مثالی انتظام کم ترین میزانیہ کے ساتھ اعلی ترین سہولتوں کے ساتھ انجام پا رہا ہے۔ یہ مدارس نہ صرف محب وطن بلکہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے محافظ ہیں۔ نظریہ پاکستان ان کے دم قدم سے زندہ ہے۔ اور یہی پاکستان کی بقاء کے ضامن ہیں۔

اس لیے ہم تمام اہل مدارس کو اس موقعہ پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ ان کے مثبت طرز عمل اور تعمیری کردار نے ہی دراصل فتح پائی ہے۔ اور یہ مدارس مکمل حریت فکر وعمل کے ساتھ زندہ پائندہ رہیں گے۔ ان شاء اللہ